



یہ مسئلہ مذہبِ شیعہ کا اہل سنت نہ ملاحظہ کریں

## فایَسْئَلُوا اهلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

در زمانِ برکتِ تو امان و آدانِ سعادتِ اقترانِ جوابِ بعض  
مسائلِ مشککہ علمِ کلامِ چکیدہ کلک گوہرِ سلکِ جنابِ العلانہ  
الاوحدِ اسمِ مدعِ المفردِ اسوۃِ العلماء و المحققینِ قدوۃِ الفقہاء و المتکلمین  
فخرِ الامجد و اکابر وارثِ العلم کا برآء عن کا برآیۃ اللہ فی  
العالمین حجۃ الاسلام و المسلمین عمادِ المسلمین جنابِ مولانا  
استادِ مصطفیٰ المعروف بہ جنابِ میرزا غاصب  
ادام اللہ ظلہ العالی الشریف و وجودہ العلیف حسب ارشاد  
فیضِ بنیادِ دُشمنتِ آباں و عظمیتِ آسا بان معدنانِ جود و  
سخا فخرِ نانِ فیض و عطا جنابِ دار و غنہ سیدِ سلطانِ احمد صاحب  
اتمخلص بہ ضبط و جنابِ اعلیٰ حسین صاحبِ دام اللہ برکاتہما بحسنِ ایتہام  
خاکسارِ سید محمد دار و غنہ جنابِ فخرِ انجمنِ صاحبِ بحجنِ صاحبِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ

در مطبع تصوف عالم واقع لکھنؤ طبع پوٹو

حب و اظہار

یہ یجناب معلی القاب جناب مولانا صاحب

اداب دست بستہ سائل و خطی جناب کے پونچھے نہایت ممنون و مشکور  
آیات مسئلہ جو ذیل میں درج کر رہا ہوں غصہ سے خوش پیدا کیے ہوئے  
ہو جواب باصواب سے شرف نہ رہا ہے۔ جواب ایسا دل اور مسد ہے  
کہ معذرت تسلیم کر لے۔ جناب کہ جواب۔ تھویر کرنے میں تجویز نہ ہوئی۔  
لیکن مشکوٰۃ طبع کو تائید ہو جائیں ورمعترض کو جواب دیا جائیگا بعد  
تالبا غرضہ آپ میرے پاس کوئی مسئلہ دریافت کرنے کو نہیں ہو

(مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اہل ایشیاء نے اس رُف  
ارض کو سات حصوں میں تقسیم کر کے ہفت قلم نام رکھا ہے۔ اور اہل یورپ  
نے اس رُف مسکون کے پانچ حصے کیے ہیں اور ذیل کے نام رکھے ہیں  
ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، اوشنیا، چنانچہ ایشیا میں ممالک  
چین، ہندوستان، تبت، تاتار، کابل، عرب، عجم وغیرہ داخل ہیں  
اور افریقہ میں مصر، حبش، نر نسال، وغیرہ ہیں۔ یورپ میں انگلستان

روس۔ روم۔ جرمن۔ فرانس۔ اٹلی۔ اسپین وغیرہ ہیں۔ انمطوح امریکہ  
اوشینیا میں بھی بہت سے ممالک ہیں۔

حضرت آدم سے لیکر ہمارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ علیہ السلام تک  
ایک ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک و بیس رسول و پیغمبر ہوئے ہیں۔ اب یہ  
دیکھنا چاہیے کہ یہ حضرات کمان کمان اور کس کس سرزمین میں مبعوث ہوئے  
اور کمان کمان ہر امت کی۔ حضرت آدم کا ہبوط لگو کہ سرانذیب میں ہوا  
لیکن جبل غرقات پر حضرت نوح سے ملے اور عرب ہی میں رہے  
مگر حضرت آدم کی قبر کا حال معلوم نہیں ہے کہ کمان ہو کیسے حضرت  
نوح کی قبر مقام بندر جدہ میں ہے۔ حضرت نوح کا قیام پہلے کوفہ میں  
تھا وہیں سے طوفان اُٹھا وہ کوہ جودی کے قریب ہوا

حضرت ابراہیمؑ شہر بابل میں قیام پذیر تھے تا یہ بربادی یا طوفان  
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر بابل و نینوا ہم سرحد تھے اور زمین  
نینوا پر بالفعل کربلائی معنی واقع ہے۔ اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے  
کہ جو قوت خاص آلِ عبا کا اہوار زمین کربلا پر رکھ کر تو اپنے دریافت  
فرمایا کہ اس زمین کا کیا نام ہے تو لوگوں نے پہلے ہی کہا کہ اسکا نام

نینوا ہے۔ غرض کہ شہر بابل و نینوا عرب ہی کی سرزمین پر تھا اور شہر بابل  
 میں فرود داوید بعد اسکے تخت نصرت کا تخت سلطنت تھا۔ حضرت ابراہیم  
 و حضرت اسمعیلؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حضرت اسمعیلؑ نے وہین سکونت  
 اختیار کی۔ اور حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ نے شہر کنعان میں قیام کیا  
 بعد وہ بنی اسرائیل نے مصر میں سکونت اختیار کی اور حضرت موسیٰؑ  
 علیہ السلام کے ساتھ یہ لوگ چلے گئے اور شام وغیرہ میں آباد ہو گئے  
 حضرت مریمؑ کی پرورش حضرت ذکریانے کی تھی اور حضرت یحییٰؑ  
 کعبہ کی خدمت کرتی تھیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت قریب  
 ہوئی تو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ سے باہر چلی جاؤئے غرض کہ حضرت عیسیٰ بھی عرب ہی  
 میں رہے۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ بھی عرب ہی میں رہے  
 حضرت کی حیات میں چند جگہ جہاد ہوا عیسے جنگ بدر و جنگ خندق  
 و جنگ حنین وغیرہ۔ مجکوان مقامات کی جغرافیائی حالت تو معلوم  
 نہیں ہو لیکن قیاس یہ کتاب ہے کہ وہ مقامات جہان جنگ واقع ہوئی  
 مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے اطراف و جوانب میں ہونگے مطلب یہ ہے کہ

دور دراز مقامات پر جہاد حضرت کی حیات میں نہیں ہوا۔

بعد انتقال پر طلال آنحضرت کے جو کچھ اسلام میں رخنہ انداز یاں ہوئیں وہ  
اعظم برہن۔ حدیث ثقلین اور وصیت خم غدیر کو تمام صحابی نے بھلا دیا  
صرف حسب کتاب اللہ پر عمل رہ گیا تھا۔ یہ بھی زبانی تھا۔ کتاب اللہ  
کو سوائے چہارہ و مضموم کے اور کون بھد سکے تھا غرض کہ صحابہ ثلاثہ  
نے بطمع دنیا سے دنی خلافت غصب کیے۔ یکنس نذر نام رنگی کا فوراً  
دین کے پردے میں بے دینی دور و دراز ملکوں میں پھیلانی اس سے  
اسلام کو الے نقصان کے نہی فائدہ نہ ہوا۔

ہندوستان میں بھی جہاد بن یوسف عباسی نے جو کہ خاندان نبوت  
و اہلبیت، سالت کا چکا دشمن تھا محمد بن اسماعیل کے یہ سے دور دور  
تک بیدینی پھیلانی چچہ محمد و عزیزی نے نہ رہا تھا وہ حملہ کیے سومنا  
کو شکست کیا غضاہ ممالک یورپ و فارس و ہندوستان وغیرہ میں  
صحابہ ثلاثہ اور ائمہ تابعین و معتقدین کے ذریعہ سے اسلام کو  
بیدینی کہنا چاہیے پہنچا۔ اس سے کیا حاصل ہوا۔ اس سے تو لوگ  
اور گمراہ ہو گئے۔ غرض کہ جو اسلام کی اشاعت تھوڑی بہت اطراف و

جوانبِ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ میں حضرت کی حیات میں ہوئی وہی صحیح  
تھی اور اصحابِ ثلاثہ اور ان کے تابعین نے جس قدر اسلام پھیلایا وہ بے  
اسلامی بلکہ بے دینی و گمراہی ہے۔

اب قابلِ اعتراض یہ بات ہے کہ کیا سبب ہے کہ صرف عرب ہی کی زمین  
میں جو کہ تمام دنیا کے نسبت اُسکا سوانِ حصّہ ہوگا یا اس سے  
بھی کم ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پینے بیس ہونے لگا۔ کیا ابتداء  
آفرینش سے تمام دنیا میں خدا پرستی اور دینداری تھی؛ صرف عرب  
ہی میں بُت پرستی اور بے دینی تھی؛ میں تو جانتا ہوں کہ ہندوستان  
کی ایسی بت پرستی کمین نہ ہوگی۔ اور چین و برہما میں جیسے لودھ  
پرستی ہے ویسی دوسرے مقام پر نہ ہوگی۔ اسکا کیا سبب ہے  
کہ تمام دنیا کے بندے اور تمام دنیا کی مخلوق معطل و بیکار  
چھوڑ دی گئی؛ کیا خدا کے بندے یہ لوگ نہ تھے۔ انکے سب کے پاس  
اپنے رسول و نبی بھیج کر خداوندِ کریم نے کیوں نہ راہِ راست دکھائی  
اور اپنے کو کیوں نہ پہنچوایا اور ان سب پر اپنی حجت کیوں نہ تمام  
کی تمام دنیا کے لوگ جو کفر و تفاق و بُت پرستی و بے دینی کی

نوح کا دعویٰ نبوت کرنا معلوم ہوا۔ آیا اسکو عقل باور کر سکتی ہے؟ ہنسنے  
 یہ کہ چنپ پیغمبروں کی اُمت پر عذاب نازل ہوا مثل اُمت سے حضرت ہُو  
 و حضرت صالح و حضرت لوط و غیر ہم کے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ اخبار پوچھ  
 رہے ہوں اُس زمانے میں کسی اہل قریہ سے چہ جائے اہل بلاد سے  
 چوتھے یہ کہ فرعون جو دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اُسکے وجود اور سلطنت  
 کی خبر کمان نہ پہنچی ہوگی۔ اور جہاں یہ خبر پہنچی ہوگی تو وہاں پر ضرور  
 اور لازم ہے کہ حضرت موسیٰ کی بھی خبر پہنچی ہو اور سوچے کہ اتنے بڑے  
 بادشاہ کا اُنھوں نے مقابلہ کیا اور اُنھیں کی دعا سے وہ غرق ہو کر  
 ہلاک ہو گیا۔ کیونکہ الاشعیاء تعرف باضداد ہا۔ اور اسی وجہ سے یہ  
 شائع ہو گئی کہ فرعون موسیٰ سے۔ علاوہ اسکے بنی اسرائیل منجملہ امت حضرت  
 موسیٰ لاکھوں تھے اُن میں سے کسی کی خبر بعض قریوں میں کسی زمانے  
 اور ایسی وقت میں نہ پہنچی ہو یہ بھی خلاف عقل ہے۔ پانچویں مثل تقریر  
 نہ کر کے یہ تقریر ہے کہ غرود کی سلطنت اور حکومت فرعون کی سلطنت  
 اور حکومت زیادہ تھی۔ چنانچہ بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ غرود  
 کا بادشاہ تھا پس جب ہفت قلمین اُسکی بادشاہی کی خبر



چو پچی جوگی تو لازم ہے کہ حضرت ابراہیم کی خبر بھی ہفت کلیم میں چو پچی ہو  
 اسیلئے کہ اٹھوان نے اُسکا مقابلہ کیا اور اٹھین کی دعا سے وہ ہلاک ہو گیا  
 تھے یہ کہ حضرت سلیمان بھی ہفت کلیم کے بادشاہ تھے اور تخت سلیمان  
 کو ہوا صبح کو ایک مہینے کی راہ تک پہنچتی تھی اور شام کو ایک مہینے  
 کی راہ تک اور دہ خود دعا سے فوت کیا تھے پس کہ کن شہ دنیا میں  
 ایسا ہو گا جو اسی طرح نہ ہو جاتا۔ میں کندر ذوالنہین نبی ہفت کلیم  
 کے بادشاہ تھے اور تمام دنیا کی اٹھوان نے سیاست اور سیر کر کے یہاں تک  
 کہ ظلمات کو بھی دیکھ آئے تھے اور بعض دایا سیکھ دی بھی ہتھیار تھے  
 مثل حضرت سلیمان کے پس جو انکے بارہ دین تھے زلی لئی ان کے بارہ  
 میں بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تو انکے مومن ہونے  
 میں کیسی طرح کا شک نہیں ہے۔ پس فقط یہی امر کافی ہے۔ حالانکہ یہ کہ حضرت  
 خضر پیغمبر انکے ہمراہ رہتے تھے سفر میں اور منازل میں۔ اٹھوین یہ کہ  
 امور سابقہ سے قطع نظر کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ہلو گمان غالب بلکہ علم  
 حاصل ہو ہے اس بات کا کہ ہفت کلیم میں سے کوئی بلد بلکہ کوئی قوم  
 ایسا نہ ہو گا جہاں اقوام نہ رہیں۔ نیز سے کوئی منفرد کسی زمانہ میں

اور کسی وقت میں اب تک نہ پہنچا ہوا اور معترض بھی اسکا انکار نہیں  
 کر سکتا۔ اور جب کوئی نصرانی وہاں پہنچے گا تو وہاں کے لوگوں کو  
 اپنے مذہب سے دلوا جالاخبر ضرور دے گا۔ پس دو امر ان لوگوں کی  
 سماعت میں گزرین گے اول یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 قبل جو پیغمبران خدا گزرے وہ راست گو اور برحق تھے بشہادت  
 انجیل و تورات۔ دوم یہ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور انھوں نے دعویٰ نبوت کا کیا اور  
 ہزاروں آدمی انکی تصدیق کر کے مسلمان ہو گئے لیکن انصار  
 انکو نہیں مانتے۔ پس ان لوگوں کو اگر ان دو امر و نکاح مسلم نہ ہو  
 تو ظن حاصل ہوگا اور لا اقل یہ ہے کہ خبر غیب کے صدق کا احتمال  
 تو ضرور ہوگا۔ پس انہیں سے جو شخص عقل سلیم رکھتا ہوگا اسکو عقل سلیم  
 حکم کرے گی دوبارہ تحقیق خبر مذکور اور یہی ہمارا مدعا اور مطلب ہے از  
 ابتداءے تحریر و تقریر۔ اور یہ جو کچھ میں نے بیان کیا بہ نسبت اس  
 قریہ بیدہ اور مخفیہ کے تھا کہ جسکا نام و نشان بھی اکثر اور غلب  
 مردمان کو معلوم نہیں ہے گویا کہ فرضی ہے اور بسکن سوائے

اوس کے باقی مواضع میں ہر کو گمان غالب ہے کہ کوئی بلد اور کوئی  
قریہ ایسا نہ ہوگا کہ جہاں ایک یا دو شخص اہل اسلام میں سے  
پائے نہ جاویں۔

پس اب بتائیے کہ اس سے زیادہ اشاعت اور شہرت اسلام  
کی کیا ہوگی؟ اور اگر اشاعت اسلام سے مدعا معترض کا یہ ہے  
کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا بھر کے کافروں کو  
مسلمان کیوں نہ کر ڈالا۔ پس یہ کلام سرسبز جاوید ہے۔ ایسے  
کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کو حق تعالیٰ کا یہ حکم نہیں تھا  
کہ سب کو باکراہ و اجبار مسلمان کرو۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا  
کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔

خلاصہ یہ کہ پروردگار نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو اور متعدد  
انکے اوصیا کو مبعوث اور منصوب فرمایا واسطے ہدایت تمام مخلوقات  
مکلفین کے اور ہر پیغمبر کو صاحب اعجاز کر کے معجزات انکے ہاتھ  
پر ظاہر فرمائے تاکہ دلیل قائم ہو اوسکے صدق اور رسول خدا  
ہونے پر۔ اور چہ پیغمبروں کے واسطے شریعتیں مقرر فرمائیں؟

اور چند کتب سماویہ نازل فرمائیں اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی شریعت کو ناسخ شریعتنا سے  
 نہ لے کر کے باقی رکھا تا روز قیامت۔ اور ابندای حضرت  
 آدم تا ایندم و ازین وقت تا آخر عمر دنیا کوئی بندہ صاحب  
 عقل و فہم ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ جس پر وردگار نے اپنی  
 حجت کو تیار نہ کیا ہو۔ بنا بر اُس تقریر کے جو ہم نے اس تحریر کے  
 ابتدا میں بیان کی تھی اولاً ہر بندے کو عقل اور قوت فہم  
 غایت کی اور بعد از ان اسکو تکلیف دی کہ ہم نے جو شریعت  
 مقرر کی ہے بذریعہ پیغمبر اسکو دریافت کرو۔ اور اُس پر عمل کرو۔  
 اور اُسکے دریافت ہونے کو میں نہیں گردانا بلکہ ممکن اور  
 آسان کر دیا ہے اُن وجوہ اور طریقوں سے کہ جسکی طرف ہم نے  
 اشارہ کیا بلکہ تصریحاً بیان کیا لیکن باوجود اسکے اگر  
 کوئی تکلف اُس راہ میں نہ چلے گا یا طریقہ حقہ اسکو معلوم  
 ہوگا لیکن عداً اختیاراً اسکو ترک کرے گا۔ خواہش نفسانی  
 مع دنیا یا باغواے شیطان تو کیونکر اس پر خدا کی حجت تام نہیں ہوئی

اور کیوں وہ شخص مستحق عذاب الیم کا نہ ہوگا؟۔ والسلام علی من اتبع  
 الهدی وتجنب عن الضلالة والردے۔ ہر چند بیان ان امور کا  
 بسط و تفصیل مع التطویل چاہتا تھا لیکن اس قدر فرصت اور مہلت  
 بگما۔ اور نیز بخیاں من لا کیفیہ الیسیر لا کیفیہ الکثیر اسی قدر پر اکتفا کی گئی  
 ولعلہ یکون کافیاً لطالب المداۃ انشاء اللہ الکریم وهو السادی  
 الی الصراط المستقیم۔ عرود خادم الشریقۃ المصطفویۃ الیہ مصطفیٰ الدعوی  
 بہ میر آغا غفر عنہ۔



قطعہ تاریخ طبع مسئلہ ہذا از نتیجہ فکرش اعز خوش بیان سخنور مکملہ وان خاج  
 سید سلطان احمد صاحب ضبط لکھنوی شاگرد حضرت جلال لکھنوی

مقتد ائمہ جناب میر آغا	ہادی حلق و پیشوای زمن
قبلہ دین و کعبہ ایمان	بندہ خاص حلق ذوالمن
عالم مجتہد ادیب و فقیہ	ہجو وے نیست در زمانہ من
حل این مسئلہ نمود احوال	او بہ جہد بلوغ و سعی حسن
بلکہ شافی جواب مسئلہ است	ہیچکس انا مذ جائے سخن
شور تحسین و آسیرین برخاست	ہر کہ آرا شنید گفت حسن
سال طبعش نوشت ضبط چنین	کردہ شمع بزم دین و شیرین

